

یعنی ایسی چیز طلب کریں گے۔ جو پہلے ہی دی جا چکی ہو۔

شعر سے ظاہر ہے کہ شاعر کے نزدیک عجز و نیاز کے سوا مقصد حاصل کرنے کی کوئی صورت نہیں، لہذا وہ کہتا ہے کہ عجز و نیاز کا جادو تو کسی مشکل کام کے پورے ہونے میں معاون نہیں بن سکتا۔ اس سے تو کوئی الحجا ہوا کام سلجھ نہیں سکتا اور کوئی پیچیدہ عقدہ حل نہیں ہو سکتا اور ہمارے پاس عجز و نیاز کے سوا کوئی تدبیر بھی نہیں لہذا بارگاہ باری تعالیٰ میں التجا کرتے ہیں (اور التجا بذات خود عجز و نیاز کی ایک شکل ہے) کہ خضر کی عمر لمبی ہو اور یہ التجا پہلے ہی سے پوری ہو چکی ہے۔

۲۔ لغات۔ بہ ہرزہ : بہودہ طریق پر، فضول۔

بیاباں نورد : صحرا و بیاباں میں پھرنے والا۔

مشرح : تجھے وجود کے سلسلے میں دہم و گمان کی خاک نہ چھپانی چاہیے جس سے کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔ اگر تو ایسا کرنا چاہے تو معلوم ہوتا ہے کہ تیرے تصور میں ابھی تک اونچ نیچ باقی ہے۔

وجود کے سلسلے میں ادھام کا شکار ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ خود وجود کے مراتب مسلم مانے جائیں، یعنی اس کا سب سے اونچا مرتبہ وجوب کا ہے اور سب سے نچلا امکان کا۔ یہی اونچ نیچ ہے اور ظاہر ہے کہ جس راستے میں اونچ نیچ ہو، وہ مسافر کے لیے پریشانی اور مصیبت کا باعث ہوتا ہے۔

دہر و چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر

دوسری صورت یہ ہے کہ خود وجود حقیقی کے سوا کسی دوسرے وجود کو تسلیم کیا جائے۔ وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں کے نزدیک یہ بھی دہم و گمان ہی کے بیابان کی خاک چھپانا ہے۔ اسے بھی اونچ نیچ کے تصور کا نتیجہ سمجھنا چاہیے۔ انسان کی طبیعت افراط و تفریط سے پاک ہو کر اعتدال و توازن پر آ جائے تو اس قسم کے ادھام کا ملاحتم ہو جائیں گے۔ صرف ایک ہی وجود باقی رہ جائے گا، خود وجود حقیقی ہے، مابقی سب مٹ جائیں گے، جن کی اپنی کوئی حیثیت نہیں اور صرف دہم کی تخلیق ہیں۔